مسئلۂ اقامت اور اجماعِ امت



ازافادات

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ردونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسئلۂ اقامت

اور

اجماعِ امت

ازافادات

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

شائع کردہ

رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونگا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ فون : ۶۶۳۴۲۱۵۶ (۰۲۲)

سلسلۂ اشاعت نمبر ۴۶۱

نام کتاب ..... مسئلۂ اقامت اور اجماع امت

مصنف ..... ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

سن اشاعت ..... ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء بموقع عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعداد اشاعت..... ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر ..... رضا اکیڈمی، ۵۲ ر ڈونگا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

مطبع ..... رضا آفسیٹ، ممبئی ۳

ملنے کے پتے

۱ کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۴۳۱۸۷

۲ فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۶۶۰۵۳

۳ رضوی کتاب گھر، مٹیا محل، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۶۴۵۲۴

۴ نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، ممبئی ۳ فون: ۲۳۴۷۸۹۷۰

۵ اقرأ بک ڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی ۳ فون: ۲۳۴۱۰۱۴۰

۶ مکتبۂ رضا، ۵۲ ر ڈونگا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹ موبائل: ۹۸۶۹۱۶۱۰۶۹

Scanned with OKEN Scanner

فہرست رسالہ

تَنوِیرُ الْمِصْبَاحِ لِلْقِیَامِ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
•	مسئلہ اقامت اور اجماع امت	۲
•	اجماع کے قائم ہونے کے لئے شرط	۲
•	اجماع قولی اور اجماع سکوتی میں فرق	۲
•	اجماع امت قرآن مجید کی روشنی میں	۳
•	اجماع امت احادیث کریمہ کی روشنی میں	۳
•	امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا فتویٰ	۵
•	صدر الشریعہ مولانا امجد علیہ الرحمہ کا فتویٰ	۶
•	جناب عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی کا فتویٰ	۷
•	مشہور دیوبندی مقرر جناب پالن حقانی صاحب کا اقرار	۷
★	**فتویٰ ملک العلماء علیہ الرحمہ** (وقت تکبیر قیام سے متعلق چھ شکلیں ہیں)	۸
۱۔	ایک ہی شخص امام و مکبر دونوں ہو، اور اس نے مسجد میں آکر تکبیر شروع کی ہو۔	۸
۲۔	ایک ہی شخص امام و مکبر ہے اور اس نے مسجد میں پہونچنے سے قبل تکبیر شروع کر دی۔	۹
۳۔	امام و مؤذن دو شخص ہیں، وقت تکبیر امام مسجد میں نہیں اور مسجد میں اس کی آمد جانب قبلہ سے ہو رہی ہے۔	۱۰
۴۔	امام و مؤذن دو شخص ہیں، وقت تکبیر امام مسجد میں نہیں اور میں اس کی آمد خلاف جانب قبلہ سے ہو رہی ہے۔	۱۲
۵۔	امام مسجد میں قریب محراب موجود ہے۔ مقتدی بھی موجود ہیں، تکبیر شروع ہوگئی اس وقت بعض مقتدی مسجد میں داخل ہوئے۔	۱۵
۶۔	امام و مقتدی مسجد میں موجود ہیں اور مؤذن غیر امام ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔	۱۶
۷۔	اس میں مجتہدین کے پانچ قول ہیں۔	
•	**قول اول:** امام و مقتدی سب ختم تکبیر کے بعد کھڑے ہوں (امام شافعی وغیرہ)	۱۶
•	**قول دوم:** سب قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں۔ (امام احمد بن حنبل)	۱۸
•	**قول سوم:** پہلے قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں۔ دوسرے پر نماز شروع کر دیں۔ (امام زفر و حسن بن زیاد)	۱۹
•	**قوم چہارم:** امام مالک نے وقت کی تحدید نہ کی۔ مگر اکثر مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ختم کے بعد سب کھڑے ہوں۔	۲۰
•	**قوم پنجم:** سب حی علی الصلوٰۃ کے اختتام اور حی الفلاح کی ابتدا پر کھڑے ہوں۔ (امام اعظم)	۲۴
۸۔	اس پر پچاس کتب دینیہ کی تصریحات	۲۴
۹۔	مخالفین کے شبہات و خیالات کے جوابات	۳۱
۱۰۔	فہرست دیگر اصحاب تصدیقات و فتاوی	۳۸

Scanned with OKEN Scanner

مسئلہ اقامت اور اجماع امت

از۔ڈاکٹر غلام محمد مرسلین رضوی

اجماع کا لغوی معنیٰ اتفاق ہے اور شریعت مطہرہ میں اجماع امت کی تعریف یہ ہے کہ مجتہدین صالحین کا ایک ہی زمانے میں کسی امر شرعی قولی یا فعلی پر اتفاق کر لینا۔ (نور الانوار: ص ۲۲۳۔ فواتح الرحموت: ج ۲: ص ۲۶۷)

اجماع کے قائم ہونے کے لیے شرط: اجماع کے قائم ہونے کے لیے شرط ہے کہ جس امر پر اجماع ہونا طے پائے اس پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہو جائے (جیسے امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ عنہم کا اتفاق) اگر کوئی ایک شخص بھی اس امر پر متفق نہ ہو تو اجماع قائم نہ ہوگا اس لیے کہ کسی ایک شخص کا اس امر پر متفق نہ ہونا اکثر کے اتفاق نہ کرنے کی مثل ہے۔ علمائے اصول فقہ تصریح فرماتے ہیں کہ اس ایک شخص کا متفق نہ ہونا معتبر ہوگا (یہ قول قرون اولیٰ میں سے کسی ایک کے متفق نہ ہونے کا اعتبار ہوگا) اس لیے کہ لا تجتمع امتی علی الضلالة کا لفظ کل کے لیے ثابت ہے اور دوسری بات یہ کہ احتمال بھی ہے کہ جو شخص اس امر کی خلاف ورزی کر رہا ہے شاید اسی کا قول حق بجانب ہو اور اسی کا کہنا صحیح و درست ہو۔ (فواتح الرحموت: ج ۲: ص ۲۷۹)

علمائے اصولین کے نزدیک اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع قولی، (۲) اجماع سکوتی۔

اجماع قولی: وہ اجماع ہے کہ جس پر تمام مجتہدین کسی حکم شرعی پر متفق ہو جائیں مثلاً یوں کہیں کہ ہم سبھی نے اس پر اتفاق کیا اور اجماع قولی کا منکر بالاتفاق کافر و مرتد ہے۔

اجماع سکوتی: وہ اجماع ہے کہ کسی حکم شرعی پر بعض مجتہدین اتفاق کر لیں اور بعض مجتہدین اس پر متفق ہونے سے سکوت و خاموشی اختیار کریں جیسے دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں منکرین زکوٰۃ کو بعض صحابہ کرام نے کافر قرار دیا اور بعض صحابہ نے سکوت فرمایا اور اجماع سکوتی کا منکر مبتدع و گمراہ ہے۔ (نور الانوار ص: ۲۲۳/۲۲۶/۲۲۷)

ایک سوال اور اس کا جواب: کیا اجماع کا وجود رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری میں تھا؟ جی نہیں! حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری میں اجماع کا قیام نہ ہوا تھا چونکہ جب تک رسول کریم ﷺ اپنی حیات ظاہری کے ساتھ اپنے صحابہ کے جھرمٹ میں جلوہ بار رہے اس وقت تک اجماع کی ضرورت ہی پیش نہ آئی اس لیے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی بھی امر شرعی میں رسول پاک کی بارگاہ میں رجوع فرما لیتے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے جو حکم صادر ہوتا جاتا وہی حکم شرعی و قانون اسلام بن جاتا اور کیوں نہ بنتا کہ حضور اقدس ﷺ کی وہ ذات ہے کہ آپ قانون داں، اور قانون ساز نبی ہیں! اور حضور

اقدس ﷺ جو حکم شرعی صادر فرماتے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو تسلیم فرمالیتے اور وہی حکم شرع ہوجاتا۔ بعدازاں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی حیات ظاہری سے حیات باطنی کی طرف منتقل ہوگئے تو بعض احکام شرع میں اختلاف پیدا ہونا شروع ہوگیا اور اقوال مختلف ہونے لگے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی دینی فراست اور فکری لیاقت کے ذریعے اجماع کو قیام بخشا۔ پتہ چلا کہ اجماع کی موجد صحابہ کرام کی جماعت ہے اور اجماع کسی امر شرعی پر صحابہ کرام کے مبارک زمانے سے ہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ جیسا کہ حضرت ملا جیون علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: " لان الاجماع لم یکن فی زمن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و انما یکون فی زمن الصحابۃ" اھ (نورالانوار: ص۲۲۶) اور فواتح الرحموت ج۲ ص۲۸۲ میں ہے "الاتری انہ لم یکن حجۃ فی زمانہ علیہ الصلاۃ و السلام و اما فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تحقق للاجماع" اھ۔

اجماع امت قرآن مجید کی روشنی میں :اجماع امت حجت شرعی ہے جس پر قرآن پاک کی آیات طیبات دلالت کرتی ہیں قرآن مجید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

و من یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تونی و نصلہ جھنم وسأءت مصیراً . (ترجمہ کنزالایمان۔ پارہ۵ سورہ نساء آیت ۱۱۵)	اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت کی تفسیر میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں "یہ آیت دلیل ہے اسکی کہ اجماع حجت ہے اسکی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں (تفسیر مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو۔ جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہلِ سنت وجماعت ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اجماعِ امت احادیث کریمہ کی روشنی میں

حدیث ۱۔ احادیث مبارکہ میں ہمارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "تم سوادِ اعظم کے ساتھ رہو کیونکہ گلہ سے دور رہنے والی بکری کو بھیڑیا کھالیتا ہے۔

حدیث ۲۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

حدیث ۳۔ اور حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "اللہ کا

دست قدرت جماعت پر ہے اور جو جماعت سے اختلاف و دوری رکھتا ہے اسکے ساتھ شیطان ہے

حدیث ۴۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا جہنم میں گیا۔ (مشکوۃ۔ ص ۳۰)

حدیث ۵۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو پس جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

حدیث ۶۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا جو تنہا ہونے والی اور دور چلی جانے والی اور ایک طرف ہو جانے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے اور دو پہاڑوں میں واقع راستوں سے دور رہو اور مسلمانوں کی جماعت عامۃ کو لازم پکڑو۔ (مشکوۃ ص ۳۱)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ عقائد اختیار کرلو جو عامۃ المسلمین کے ہوں کہ اسی جماعت میں اولیاء اللہ بھی ہے چھوٹی جماعتوں اور فرقوں سے الگ رہو اور بڑے گرہوں کی پیروی کرو۔ (مراۃ۔ ج ۱۔ ص ۱۷۷)

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں ایسی بہت سے احادیث جمع کرلی ہے جن میں مفارقت سواد اعظم سے تحذیر و ترہیب ہے۔ اس کی تفصیلی بحث ہم نے اپنی آنے والی غیر مطبوعہ تصنیف ''صرف امام احمد رضا پر الزام کیوں.....؟'' میں کی ہے طبع ہونے پر وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

الحمدُ للہ ہم اہلِ سنت والجماعت کے پیروکار ہیں امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی ساری عمر اجماع امت کیلئے صرف کردی۔ فاضل بریلوی کی تصانیف میں کثرتِ دلائل سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ جمہور، اجماع اور سواد اعظم کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ علماء کا اختلاف تو ہر زمانے میں رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ لیکن مسئلہ اقامت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر علماء نے اجماع کرلیا مگر کچھ برسوں سے علماء اہلِ سنت اور علماء دیوبند میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا اس تصنیف کے ذریعے اختلاف کو کم کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے

حدیث پاک میں مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِی فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ.	جس نے میری امت کے بگڑے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

بے شک امام احمد رضا اور علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہم اس حدیث پاک کے مصداق ہے کہ امت کے بگڑے وقت میں ان علماء دین نے سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھاما اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچالیا۔ یہ تصنیف امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے شاگرد و خلیفہ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس میں علامہ نے مسئلہ اقامت کو حدیث نبوی ﷺ سے ثابت کیا ہے۔ پھر جمہور کی اتباع کرتے

ہوئے جلیل القدر علماء متقدمین وعلماء متاخرین کی عبارتوں سے مسئلہ اقامت کو واضح کیا ہے۔اس تصنیف میں علامہ نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصانیف سے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ درمختار، فتاویٰ عالمگیری، جامع الرموز، بحرالرائق، مجمع الانہر، فتح الباری، بدائع الصنائع، ردالمحتار، شرنبلالیہ، تبین الحقائق، طحطاوی، شرح وقایہ، فتاویٰ بزازیہ، زرقانی شرح موطا، تنورالابصار، قسطلانی، ایضاح، شرح الیاس، عینی، مرقات، مبسوط، موطا امام محمد جیسی سینکڑوں کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا چاہیئے اور یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے جس کا انکار کسی نے نہیں کیا بلکہ علماء احناف نے اس مسئلہ پر اجماع کرلیا ہے اور علمائے دیوبند اقامت میں ابتدا سے کھڑے ہونے کے جواز میں جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کا تعلق اقامت سے ہے ہی نہیں۔ بلکہ ان احادیث کا تعلق صفیں درست کرنے سے ہے۔

علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تصنیف کا نام تنویر المصباح للقیام عند حی علی الفلاح رکھا تھا جسے پہلی مرتبہ المجمع الاسلامی مبارک پور نے شائع کیا اور اس کی ترتیب مولانا محمد قیس خاں قادری رزاقی نے کی تھی لیکن چونکہ یہ تصنیف کافی مفصل اور عالمانہ تھی اس لئے ہم نے اسے نئی ترتیب مع اضافات عام فہم زبان میں شائع کردی تاکہ ہر عام وخواص اس سے استفادہ کرسکے۔اصل تصنیف کے آخر میں حی علی الفلاح کے وقت اٹھنے اور اس سے قبل بیٹھے رہنے کے ندب واستحباب پر ایک سواستی (۱۸۰) مشاہیر علماء ہند کا مصدقہ فتویٰ شامل تھا جسے ہم نے طوالت کے خوف سے حذف کردیا ہے۔جو شخص ان فتوؤں کا مطالعہ کرنا چاہے وہ اصل کتاب سے استفادہ کرسکتے ہیں صرف ہم نے تصدیق کرنے والے علماء کرام کی فہرست شامل کردی ہے۔ چونکہ یہ ایک نایاب تصنیف ہے اس لئے ہم نے اسے آسان کرکے عام کرنے کی کوشش کی ہے۔مسئلہ اقامت پر مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے بھی ایک تصنیف لکھی ہے جو کہ غیر مطبوعہ ہے اس میں علامہ نے تقریباً ۴۵ فقہا کرام کی عبارتوں سے مسئلہ اقامت کو واضح کیا ہے۔پروردگار عالم سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس محنت اور کاوشوں کو قبول فرمائے، اہل سنت والجماعت کو ترقی عطا فرمائے اور علماء کرام کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے۔آمین

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا فتویٰ

مسئلہ اقامت پر فاضل بریلوی کی کوئی علیحدہ اور مفصل کتاب ہماری نظر سے نہیں گذری البتہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد پنجم میں مسئلہ اقامت کے تعلق سے بے شمار فتاوے اور دلائل موجود ہیں۔مختصراً ہم چند فتاوے پیش کرتے ہیں:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام مقتدیوں کو جب تکبیر نماز کہی جائے تو تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا چاہئے یا جب حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح مکبر کہے تب کھڑے ہوں اور مقتدی وامام اس

میں یعنی قیام وقعود میں مساوی ہیں یا ہر ایک کے واسطے جداگانہ حکم ہے، مثلاً جو کہے کہ مقتدی بیٹھے رہیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں لیکن امام فوراً جب تکبیر شروع ہو کھڑا ہو جائے اس کا فعل صحیح ہے یا غلط؟

الجواب :حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں جس نے کہا امام فوراً کھڑا ہو جائے غلط کہا، حوالہ وہ دے، اور ایک جگہ فرماتے ہیں مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھ کر سنے حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ کھڑے کھڑے تکبیر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ عالمگیری میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آئے کہ تکبیر ہو رہی ہو فوراً بیٹھ جائیں اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو اور اس میں راز مکبر کے اس قول کی مطابقت ہیں کہ قد قامت الصلوٰۃ ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے کو جماعت کھڑی ہوئی، اس نے کہا قد قامت الصلوٰۃ جماعت قائم ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم: ج ۵: ص ۴۱۸/۴۲۱)

بعض علماء نے حی علی الصلوٰۃ بعض نے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کی تطبیق فرمائی ہے۔ صفحہ نمبر ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی کے اس فتوے سے علماء اہل سنت کو اطمینان ہو گیا کہ یہی عمل صحیح ہے اور اسکے عدم جواز کا کوئی ثبوت فقہ کی کتابوں میں موجود ہی نہیں۔ ایک اور فتوے میں فاضل بریلوی نے وقایہ، محیط و ہندیہ، جامع المضمرات، عالمگیری اور ردالمحتار وغیرہ کے حوالے سے اس مسئلہ کو ثابت کیا۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کریں۔

صدرالشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ کا فتویٰ

عبارت درمختار بہت واضح وظاہر ہے اور مسئلہ بھی نہایت صاف ہے۔ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جن میں روایات مختلف ہوتی ہیں یا ائمہ مذہب یا مشائخ میں اختلاف ہوتا ہے۔ ایسے مسائل میں تصحیح و ترجیح کی ضرورت پڑتی ہے اور جہاں اختلاف نہ ہو یا روایات مختلف نہ ہوں اور متون تک میں موجود ہوں وہاں قیل وقال کی ضرورت نہیں یہ مسئلہ حاضرہ ایسا ہے کہ خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول اس کے متعلق موجود اور ائمہ ثلاثہ بالاتفاق فرما رہے ہیں کہ امام مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہے۔ شروع سے کھڑا ہو جانا نہ امام اعظم کا مذہب ہے نہ قول صاحبین ہے۔ پس حنفی کو چون و چرا کی بالکل گنجائش نہیں ہمارے ائمہ میں امام حسن بن زیاد اور امام زفر نے اگرچہ ائمہ ثلاثہ کا خلاف کیا ہے مگر وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ پہلے سے کھڑے ہو جائیں۔ بلکہ ان کے نزدیک ''قد قامت الصلوٰۃ'' پر کھڑے ہوں۔

ردالمحتار میں ہے۔

قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عندعلمائنا الثلاثۃ وقال حسن بن زیاد وزفر اذا قال المئوذن

قدقامت الصلوٰۃ قاموا الیٰ الصف واذاقال مرۃ ثانیۃ کبّرو الصحیح قول علمائنا الثلثہ۔

ان دونوں ائمہ نے بھی اس طرح نہ کہا جیسا آج کل حنفی عوام کرتے ہیں کہ وقت اقامت تمام جماعت وامام کا کھڑا ہونا ضروری سمجھتے یا کم ازکم مستحب جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کی پیروی کرنے پر فساد کے لئے تیار ہوجاتے ہیں یا ناراض ہوتے ہیں۔ غالبًا یہ انکار عدم واقفیت پر مبنی ہے مگر بتادینے کے بعد اس کی طرف رجوع نہ کرنا خلاف انصاف ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ۔

مفتی اول دارالعلوم دیوبند جناب عزیزالرحمٰن عثمانی صاحب کا فتویٰ

مسئلہ: تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

الجواب: نماز کے آداب میں سے فقہا نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہوجاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آوے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہوجاویں۔ بہرحال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔ آگے فرماتے ہیں..... بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک امام ومقتدی سب کھڑے ہوجاویں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ج ۲۔ ص: ۲۱۳/۱۱۲، طبع چہارم۔ مارچ ۱۹۸۱ء)

مشہور دیوبندی مقرر جناب پالن حقانی صاحب کا اقرار

اگر کوئی شخص بعد اذان کے اقامت کے وقت مسجد میں آیا تو کھڑے ہوکر اس کو انتظار کرنا مکروہ ہے۔ مگر بیٹھ جاوے پھر جب اقامت میں حی علی الفلاح پر پہنچے تب وہ کھڑا ہووے۔ امام اور مقتدی مسجد میں ہیں تو ہمارے علماء ثلاثہ رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک جب مؤذن اقامت میں حی علی الفلاح پر پہنچے تب امام اور مقتدی کھڑے ہوویں یہی صحیح ہے۔ (عین الہدایہ جلد اول ص: ۳۰۳ اذان کے بیان میں اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص: ۷۷ اذان کے بیان میں بھی ہے۔) (شریعت یا بہالت ص ۵۰۶۔ مطبوعہ ربانی بکڈپو پوکٹرہ شیخ چاند لال کنواں، دہلی۔ ۶، ایڈیشن اکتوبر ۱۹۷۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت کی نماز میں امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا چاہیئے؟ مذہب احناف کیا ہے۔ مدلل ارشاد ہو۔

(محمد سلیمان قادری)

الجواب

اس مسئلہ کی متعدد صورتیں ہیں۔ اور سب کا حکم جدا ہے۔ اس لئے بالتفصیل جواب دینا مناسب ہے۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

شکل اول:۔ امام اور مکبر دونوں ایک ہی شخص ہے۔ اور امام نے مسجد میں آکر تکبیر شروع کی تو جب تک تکبیر پوری ختم نہ ہو جائے مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں کوئی کھڑا نہ ہو۔

(۱) درمختار میں ہے:۔

"اذا اقام الامام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته ظهیریة۔	یعنی فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ امام جب بذات خاص مسجد میں اقامت کہے تو مقتدی نہ کھڑے ہوں یہاں تک کہ اقامت ختم کرلے۔

(۲) فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

"وان کان الموذن والامام واحدا فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون مالم یفرغ من الاقامة"	یعنی اگر امام اور مؤذن ایک ہی شخص ہو تو اگر اقامت مسجد میں شروع کی تو مقتدی نہ کھڑے ہوں جب تک امام اقامت سے فارغ نہ ہو جائے۔

(۳) فتح اللہ المعین حاشیہ کنز المسکین میں ہے۔

"هذا اذا کان الموذن غیر الامام وان اتحدا واقام فی المسجد اجمعوا ان القوم لا یقومون مالم یفرغ من الاقامة۔	یعنی (حی علی الفلاح) پر کھڑا ہونا اس وقت ہے جب امام اور موذن دو شخص ہوں۔ اور اگر امام اور موذن ایک ہی شخص ہو تو اگر اقامت مسجد میں آکر کہہ رہا ہے تو علماء کا اجماع ہے کہ مقتدی نہ

کھڑے ہوں جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔

اس تصریح سے ان لوگوں کی بھی غلطی ظاہر ہو گئی جو کہتے ہیں کہ ہم امام و مکبر کی اتباع میں کھڑے ہوتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا امام اور مکبر تو کھڑا ہو اور ہم بیٹھے رہیں یہ خلاف تعظیم مکبر ہے اس لئے ہم مکبر کی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ جدت اور اجتہاد محض تصریحات فقہائے کرام کے بالکل خلاف ہے۔

(۵) جامع الرموز میں ہے۔

لوکان الامام موذنا لم یقم القوم الاعند الفراغ وھذا اذا اقام فی المسجد۔

یعنی اگر امام خود مکبر ہو تو جب مسجد میں آکر تکبیر کہنی شروع کرے تو قوم اس وقت تک کھڑی نہ ہو جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔

(۶) بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

ھذا کلہ اذا کان الموذن غیر الامام فان کان واحدا واقام فی المسجد فالقوم لایقومون حتی یفرغ من الاقامۃ۔

یہ (یعنی حی علی الفلاح) پر کھڑا ہونا اس وقت ہے جب موذن امام کے سوا دوسرا شخص ہو اور اگر امام اور موذن ایک ہی شخص ہو اور اقامت مسجد میں کہہ رہا ہے تو جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے مقتدی کھڑے نہ ہوں۔

(۷) ملتقی الابحر اور اس کی شرح (۸) مجمع الانہر میں ہے۔

(۹) وفی القھستانی نقلا عن المحیط۔

"لوکان الامام موذنا لم یقم القوم الاعند الفراغ۔"

یعنی اگر امام ہی مکبر ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے مقتدی کھڑے نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

شکل دوم :- امام اور مکبر ایک ہی شخص ہے اور امام نے مسجد میں پہنچنے سے قبل ہی تکبیر شروع کر دی تو تمام مشائخ حنفیہ کا اتفاق ہے کہ مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں کوئی کھڑا نہ ہو۔ جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو۔

(۱) جامع الرموز میں ہے۔

" والا فقد قاموا اذا دخله کما فی المحیط۔"

یعنی اور اگر امام نے اقامت مسجد میں آکر نہیں شروع کی بلکہ مسجد میں داخل ہونے سے قبل ہی شروع کر دیا تھا تو جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو کوئی بھی کھڑا نہ ہو۔ جب امام مسجد میں داخل ہو جائے تو لوگ کھڑے ہوں اور ایسا ہی محیط میں ہے۔

(۳) فتح اللہ المعین میں ہے۔

" وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه الامام۔"

یعنی اگر امام اور موذن دونوں ایک ہی شخص ہو اور امام نے مسجد سے باہر ہی تکبیر شروع کر دی تو جس جس صف کے سامنے امام گزرتا جائے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔

(۴) فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

" وان اقام خارج المسجد نشائخنا اتفقوا علی انهم لا یقومون مالم یدخل الامام فی المسجد۔"

یعنی اگر امام و موذن دونوں ایک ہی شخص ہو اور امام نے مسجد سے باہر ہی تکبیر کہنی شروع کر دی تو مقتدی اسوقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو۔

(۵) درمختار میں ہے۔

" وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه۔ بحر۔"

اگر امام نے تکبیر خارج مسجد ہی سے شروع کر دی تو جیسے جیسے صفوں کے سامنے امام آتا جائے وہ لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔
یہ بحر الرائق میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شکل سوم :۔ امام اور موذن دو شخص ہیں اور تکبیر کے وقت امام مسجد میں موجود نہیں باہر ہے اور جانب قبلہ سے مسجد میں آرہا ہے۔ تو نہ تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ نہ جب موذن حی علی الفلاح کہے۔ بلکہ جب مقتدی امام کو دیکھ لیں اس

وقت کھڑے ہوں۔

(۴) عینی شرح بخاری و فتح الباری[۲] شرح بخاری میں ہے۔

" واذا لم یکن الامام فی المسجد فذھب الجمھور الی انھم لا یقومون حتی یروہ۔"

یعنی تکبیر شروع ہوئی اور امام مسجد میں نہیں تو جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مقتدی جس وقت تک امام کو دیکھ نہ لیں کھڑے نہ ہوں۔

اور یہی حدیث بخاری[۳] و مسلم[۴] شریف سے ثابت ہے۔

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔

جب اقامت کہی جائے (اور میں مسجد میں موجود نہ ہوں) تو تم لوگ کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

یہ مذہب متفق علیہ تمام ائمہ و علماء کا ہے۔

(۵) التعلیق الممجد میں ہے۔

" وقال ابو حنیفۃ واصحابہ اذا لم یکن معھم الامام فی المسجد فانھم لا یقومون حتی یروا الامام لحدیث ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی وھو قول الشافعی وداؤد۔"

یعنی امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں نے فرمایا کہ جب مقتدی کے ساتھ امام مسجد میں نہ ہو تو مقتدی نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو دیکھ نہ لیں بوجہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اقامت کہی جائے تو تم کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ تم مجھ کو دیکھ لو اور یہی قول شافعی اور داؤد کا ہے۔

(۶) درمختار میں ہے۔

" وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ۔"

یعنی تکبیر کے وقت امام مسجد میں نہیں ہے باہر سے آگے کی طرف سے آرہا ہے تو جس وقت لوگوں کی نگاہ امام پر پڑے اس وقت کھڑے ہوں۔

(۷) فتاوی عالمگیری میں ہے۔

وان کان الامام دخل المسجد من قدامهم یقومون کما رأوا الامام۔

اور اگر امام مسجد میں آگے کی طرف سے داخل ہوا تو جیسے لوگ امام کو دیکھیں کھڑے ہو جائیں۔

(۸) بدائع الصنائع میں ہے۔

فان کان خارج المسجد لا یقومون مالم یحضر لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوموا فی الصف حتی ترونی خرجت۔

وروی عن علی رضی اللہ عنہ "انہ دخل المسجد فرأی الناس قیاماً ینتظرونہ فقال مالی اراکم سامدین ای واقفین متحیرین" ولان القیام لاجل الصلوٰۃ ولا یمکن اداءھا بدون الامام فلم یکن القیام مفیداً "ثم ان دخل الامام من قدام الصفوف فکما رأوہ قاموا لانہ کما دخل المسجد قام مقام الامامۃ۔

پھر اگر امام مسجد سے باہر ہو تو جب تک امام حاضر نہ ہو اس وقت تک مقتدی کھڑے نہ ہوں بوجہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مت کھڑے ہو صف میں یہاں تک کہ تم مجھ کو دیکھ لو کہ میں نماز کے لئے نکلا ہوں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ "وہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو کھڑے ہوئے انتظار کرتے پایا تو فرمایا کہ کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو متحیر پاتا ہوں"

اس لئے بھی کہ کھڑا ہونا نماز کے لئے ہے اور نماز کا ادا کرنا بغیر امام کے نہیں ہو سکتا تو کھڑا ہونا مفید نہ ہوگا۔ پھر اگر امام صفوں کے آگے سے مسجد میں داخل ہو تو جیسے ہی لوگ امام کو دیکھیں کھڑے ہو جائیں۔ اس لئے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوگا امامت کی جگہ کھڑا ہوگا۔

(۹) تبیین الحقائق و شرنبلالیہ میں ہے۔

دخل من قدام وتفوا حین یقع بصرھم علیہ۔

یعنی اگر امام مسجد میں آگے کی جانب سے داخل ہو تو جس وقت مقتدیوں کی نگاہ امام پر پڑے لوگ کھڑے ہو جائیں۔

ھکذا فی فتح اللہ المعین والخلاصۃ والطحطاوی علی مراقی الفلاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شکل چہارم:۔ امام و مؤذن دو شخص ہیں اور تکبیر کے وقت امام مسجد میں موجود نہیں۔ اور مسجد میں پورب کی طرف (خلاف جانب قبلہ) سے آرہا ہے تو جس جس صف کے آگے گزرے گا۔ وہ

لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔ تکبیر شروع ہوتے ہی یا حی علی الفلاح پر پہنچنے کے وقت سب کو کھڑے ہونے کا حکم نہیں۔

درمختار میں ہے

والا فیقوم کل صف یتاھی الیہ الامام علی الاظھر۔

(ورنہ ظاہر تر یہ ہے کہ جس جس صف تک امام پہنچتا جائے اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔ ۱۲ام)

ردالمحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

(۲) قولہ والا ای وان لم یکن الامام بقرب المحراب بان کان فی موضع آخر من المسجد أو خارجہ ودخل من خلف۔ ح۔

یعنی اور اگر امام محراب کے قریب نہ ہو یعنی مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ ہے یا مسجد سے خارج ہے اور غیر قبلہ کی جانب سے آرہا ہے تو جس جس صف کے آگے امام گزرتا جائے گا وہ صف کھڑی ہوگی۔)

ایسا ہی علامہ حلبیؒ شارح درمختار نے تحریر فرمایا ہے۔

(۴) فتاوی ہندیہ میں ہے۔

فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذالک الصف والیہ مال شمس الائمہ الحلوائی والسرخسی وخواھر زادہ۔

لیکن امام جب مسجد کے باہر ہو تو وہ اگر صفوں کی جانب سے اندر آئے تو جس صف سے گزرے اس صف کے لوگ کھڑے ہو جائیں اسی کی طرف شمس الائمہ، حلوائی، سرخسی، اور خواہر زادہ کا میلان ہے۔

(۵) بدائع الصنائع میں ہے۔

وان دخل من وراء الصفوف فالصحیح انہ کلما جاوز صفا قام ذالک الصف لانہ صار بحال لو اقتدوا بہ جاز نصار فی حقھم کأنہ أخذ مکانہ۔

اور اگر مسجد میں صفوں کی جانب سے امام داخل ہو تو قول صحیح یہی ہے کہ جس جس صف کے آگے بڑھے گا وہ صف کھڑی ہوتی جائے گی کیوں کہ امام اس صف کے لئے ایسی حالت میں ہے کہ اگر وہ لوگ اس کی اقتدا کریں تو جائز ہے تو ان کے حق

میں امام ایسا ہوا کہ وہ اپنی جگہ یعنی محراب میں پہنچ گیا۔

(۶) تبیین الحقائق میں ہے۔

وان لم یکن الامام حاضرا لا یقومون حتی یصل الیھم ویقف مکانہ فی روایۃ وفی اخری اذا اختلط بھم وقیل یقوم کل صف ینتھی الیہ الامام وھو الاظھر۔

اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو جب تک وہ پہنچ نہ لے اور اپنی جگہ کھڑا نہ ہو جائے مقتدی سب بیٹھے رہیں کوئی کھڑا نہ ہو۔ ایک روایت یہ ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ جب باہر سے آکر مقتدیوں میں مل جائے تو لوگ کھڑے ہو جائیں۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ جس جس صف تک امام پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔

(۷) شرنبلالیہ میں ہے۔

والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظھر۔

یعنی اگر امام مسجد میں نہ ہو اور صف کی طرف سے امامت کے لئے آرہا ہے تو زیادہ ظاہر یہ ہے کہ جس جس صف سے آگے بڑھے وہ صف کھڑی ہو جائے۔

(۸) فتح اللہ المعین میں ہے۔

فان لم یکن وقف کل صف انتھی الیہ الامام علی الاصح خلاصۃ وفی الزیلعی وھو الاظھر۔

پس اگر امام مسجد میں نہ ہو اور صف کی طرف سے آرہا ہے تو جس جس صف تک پہنچے وہ صف کھڑی ہو جائے یہی اصح قول ہے۔ یہ خلاصہ میں ہے۔ اور زیلعی میں ہے کہ یہ اظہر ہے۔

(۱۱) بحر الرائق میں ہے۔

والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظھر۔

یعنی اگر امام مسجد میں نہ ہو تو جس صف تک امام پہنچے وہ صف کھڑی ہو جائے یہی اظہر ہے۔

(۱۲) طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح۔

قولہ یقوم کل صف الخ وفی عبارۃ

یعنی بعض فقہا کی عبارت یہ ہے کہ جس صف سے

بعضهم فکلما جاوز صفا قام ذلك الصف۔ امام آگے بڑھے وہ صف کھڑی ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

شکل پنجم :- امام محراب کے قریب مسجد میں موجود ہے مقتدی بھی موجود ہیں۔ تکبیر شروع ہو چکی بعض مقتدی مسجد میں اس وقت داخل ہوئے تو ان کو حکم ہے کہ بیٹھ جائیں۔ اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے تب کھڑے ہوں۔ اس لیے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔

(۱) فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

واذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح کذا فی المضمرات	یعنی ایک شخص اقامت کے وقت مسجد میں آیا تو اس کو کھڑے رہ کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ اس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے پھر جب موذن حی الفلاح پر پہونچے تب وہ کھڑا ہو۔ اسی طرح مضمرات میں ہے۔

(۲) درمختار میں ہے۔

دخل المسجد والمؤذن یقیم تعد الی قیام الامام فی مصلاہ۔	یعنی ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ مکبر تکبیر کہہ رہا ہے تو وہ بیٹھ جائے جب تک امام اپنے مصلی پر کھڑا نہ ہو یہ بھی کھڑا نہ ہو۔

(۳) رد المحتار میں ہے۔

ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔	یعنی اس کے لئے نماز کا کھڑے کھڑے انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن وہ بیٹھ جائے پھر جب موذن حی علی الفلاح پر پہونچے اس وقت کھڑا ہو۔

(۵) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل فی المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات (۶) تہستانی ویفہم منہ کراھة القیام ابتداء الاقامة والناس عنہ غافلون	علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں۔ اور جب موذن نے تکبیر شروع کی اور ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے نماز کا انتظار نہ کرے یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے یہ تہستانی نے کہا اور اسی

سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع تکبیر سے کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

(۷) وقایہ و جامع الرموز میں ہے

وفی الکلام ایماء الی انہ لو دخل المسجد احد عند الاقامۃ یقعد لکراھۃ القیام والانتظار کما فی المضمرات۔

اور اس کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص تکبیر کہنے کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے۔ اس لئے کہ کھڑا رہنا اور انتظار کرنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

(۹) فتاوی بزازیہ میں ہے۔

دخل المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائما۔

کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور موذن تکبیر کہہ رہا ہے تو یہ آنے والا شخص بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے۔

(۱۰) عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔

ویقوم الامام والقوم ای من مواضعھم الی الصف وفیہ اشارۃ الی انہ اذا دخل المسجد یکرہ لہ الانتظار قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات۔

یعنی امام اور قوم اپنی جگہ سے صف میں کھڑے ہوں۔ اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کو کھڑے کھڑے نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی الفلاح کہنے کے وقت کھڑا ہو۔ واللہ اعلم۔

شکل ششم:۔ امام و مقتدی مسجد میں موجود ہیں اور موذن غیر امام ہے جو صورت عام طور پر ہوا کرتی ہے تو اس مسئلہ میں ائمہ و مجتہدین کے پانچ قول ہیں۔

قول اوّل:۔ امام شافعیؒ، امام ابو یوسف اور ایک جماعت علماء کا یہ ہے کہ اس صورت میں امام و مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں۔ صرف مکبر (تکبیر کہنے والا) کھڑا ہو اور تکبیر کہے۔ جب تکبیر سے فارغ ہو جائے تو تکبیر ختم ہونے کے بعد امام و مقتدی سب کھڑے ہوں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے۔

وقد اختلف السلف متی یقوم الناس الی الصلوٰۃ (الی ان قال) ومذھب الشافعی وطائفۃ انہ یستحب ان لا یقوم حتی یفرغ الموذن من الاقامۃ وھو قول ابی یوسف۔

یعنی اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ کس وقت لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو امام شافعی اور ایک جماعت علماء کا مذہب یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ امام اور مقتدی کوئی بھی نہ کھڑا ہو جب تک موذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور یہی قول امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(۲) قسطلانی شرح بخاری میں ہے۔

واختلف فی وقت القیام الی الصلوٰۃ فقال الشافعی والجمھور عند الفراغ من الاقامۃ وھو قول ابی یوسف۔

اور اختلاف کیا گیا ہے نماز میں کھڑے ہونے کے وقت میں تو امام شافعی اور جمہور علماء نے فرمایا کہ اقامت سے فارغ ہونے کے بعد امام و مقتدی کھڑے ہوں اور یہی قول امام ابی یوسف کا ہے۔

(۳) نووی و شرح مسلم میں ہے۔

واختلف العلماء من السلف فمن بعدھم متی یقوم الناس للصلوٰۃ ومتی یکبر الامام فمذھب الشافعی وطائفۃ انہ یستحب ان لا یقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ۔

یعنی علمائے سلف اور ان کے بعد کے علماء نے اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں اور امام کس وقت تکبیر کہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت علماء کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ امام و مقتدی کوئی بھی کھڑا نہ ہو جب تک موذن تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے۔

(۴) التعلیق الممجد میں ہے۔

قولہ انہ یقوم الی الصلوٰۃ اختلفوا فیہ فقال الشافعی والجمھور یقومون عند الفراغ من الاقامۃ وھو قول ابی یوسف۔

یعنی علماء نے نماز میں کھڑے ہونے کے وقت میں اختلاف کیا ہے تو امام شافعی اور جمہور کا قول یہ ہے کہ جب موذن تکبیر سے فارغ ہو جائے تب امام و مقتدی کھڑے ہوں۔ یہی قول امام ابی یوسف کا ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

اس قول کی تائید حدیث فعلی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے۔

(۵) مبسوط میں ہے۔

وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم فی المحراب۔

یعنی امام ابو یوسف نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ مؤذن کے تکبیر سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے واللہ اعلم

قول دوم :- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ جس وقت مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت سب کو کھڑا ہونا چاہئے۔ اور اسی کی تائید حدیث فعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے۔ ہر علم والا جانتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو نہ صرف دو چار دن بلکہ پورے دس سال خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رہے اور حضور کے ہر فعل ہر قول کو بہت نزدیک سے غائر نگاہ سے دیکھا۔

(۱) نووی شرح مسلم میں ہے۔

وکان انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور یہی قول امام احمد کا ہے۔

(۲) عینی شرح بخاری میں ہے۔

وقال احمد اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ یقوم۔

امام احمد نے فرمایا کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت سب کھڑے ہوں۔

(۳) اسی میں ہے۔

وکان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وکبر الامام وحکاہ ابن ابی شیبۃ عن سوید بن غفلۃ وکذا قیس بن حازم وحماد۔

یعنی انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور امام تکبیر تحریمہ کہتا۔ محدث ابن ابی شیبہ نے سوید بن غفلہ اور قیس بن حازم اور حماد سے اس کو حکایت کیا۔

(۴) فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

وعن انس انہ کان یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ رواہ ابن المنذر وکذا رواہ سعید بن منصور من طریق ابی اسحاق عن اصحاب عبداللہ۔	یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا۔ اس حدیث کو ابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسی طرح سعید بن منصور نے بطریق ابو اسحاق اصحاب عبداللہ سے روایت کیا۔

(۷) مصنف میں ہے کہ:

ہشام یعنی ابن عروہ بھی قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے قبل کھڑے ہونے کو مکروہ جانتے تھے۔

(۸) عینی میں ہے۔

کرہ ھشام یعنی ابن عروۃ ان یقوم حتی یقول المؤذن قد قامت الصلوٰۃ	یعنی مصنف میں ہے کہ ہشام یعنی ابن عروہ نے مکروہ جانا کہ کوئی شخص کھڑا ہو یہاں تک کہ مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے واللہ اعلم۔

قول سوم:۔ اسی کے قریب قریب امام زفر و حسن ابن زیاد کا قول ہے کہ:۔

جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز شروع کر دیں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے۔

وقال زفر اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ مرۃ قاموا واذا قال ثانیا انتحوا۔	امام زفر نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز شروع کر دیں۔

(۲) بدائع الصنائع میں ہے۔

وعند زفر وحسن ابن زیاد یقومون عند قولہ قد قامت الصلوٰۃ فی المرۃ الاولیٰ ویکبرون عند الثانیۃ۔	امام زفر و حسن ابن زیاد کے نزدیک پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے وقت لوگ کھڑے ہو جائیں اور دوسری مرتبہ کہنے کے وقت تکبیر کہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

(۴) (۲) ردالمحتار میں ذخیرہ سے ہے۔

وقال الحسن بن زیاد یقومون عند قوله قد قامت الصلوة قاموا الی الصف و اذا قال ثانیا کبروا.

امام حسن بن زیاد نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں صف میں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں۔

(۵) جامع الموز میں ہے۔

وقال الحسن وزفر اذا قال قد قامت الصلوٰة مرة (۶) کما فی المحیط

امام حسن و زفر نے فرمایا کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑے ہوں جیسا کہ محیط میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قول چہارم:۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

ان کے نزدیک کھڑے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تحدید کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔ اس لئے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے چاہے جب کھڑا ہو۔ اس لئے کہ بعض لوگ ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اور بعض بھاری بھرکم تو سب کو ایک وقت کھڑے ہونے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اکثر مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک مؤذن تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں۔ (یعنی جو مذہب امام شافعی اور جمہور علماء اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا ہے)

(۱) عون المعبود شرح ابوداؤد (۲) و فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

وقال مالك فی الموطا لم اسمع فی قیام الناس حین تقام الصلوٰة بحد محدود الا انی اری ذالك علی طاقة الناس فان فیهم الثقیل والخفیف وذهب الاکثرون الی انهم اذا کان الامام معهم فی المسجد لم یقوموا حتی یفرغ من الاقامة.

یعنی امام مالک نے مؤطا میں فرمایا کہ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں اس کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی لیکن میں اس کو لوگوں کی قوت اور طاقت پر خیال کرتا ہوں کیوں کہ نمازیوں میں بعض بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے پھلکے اور اکثر اس طرف گئے ہیں کہ جب امام ان کے ساتھ مسجد میں ہو تو جب تک اقامت ختم نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں

(۳) عینی شرح بخاری میں ہے۔

وقد اختلف السلف متی یقوم الناس الی الصلوۃ فذھب مالك وجمھور العلماء إلی أنہ لیس لقیامھم حد.	یعنی سلف صالحین نے اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں؟ تو امام مالک اور جمہور علماء مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ان کے کھڑے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

اسی میں ہے۔

ولکن استحب عامتھم القیام اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ.	لیکن عام علماء مالکیہ نے مستحب سمجھا کہ جس وقت مؤذن تکبیر شروع کرے اسی وقت لوگ کھڑے ہو جائیں

اور ایک روایت امام مالک سے ہی اسی قسم کی منقول ہے جسے امام قاضی عیاض نے ان سے نقل کیا ہے۔

(۴) نووی شرح مسلم میں ہے۔

ونقل القاضی عیاض عن مالك رحمہ اللہ وعامۃ العلماء انہ یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ	امام قاضی عیاض نے امام مالک اور علماء عامہ سے ایک روایت نقل کی کہ مستحب ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن تکبیر شروع کرے۔

(۵) التعلیق الممجد شرح مؤطا امام محمد میں ہے۔

وعن مالك یقومون عند اولھا وفی الموطا انہ یری ذالك علی طاقۃ الناس فان فیھم الثقیل والخفیف فاذکرہ القسطلانی.	اور ایک روایت امام مالک سے ہے کہ لوگ اول اقامت کے وقت کھڑے ہوں اور مؤطا میں ہے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ لوگوں کی طاقت پر ہے اس لئے کہ نمازیوں میں بعض ثقیل ہوتے ہیں اور بعض خفیف تو سب کا حکم ایک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا۔

(۶) علامہ زرقانی مالکی شرح مؤطا میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومن ثم اختلف السلف فی ذالك	یعنی نماز میں کس وقت کھڑا ہونا چاہیئے چوں کہ

فقال مالك رحمة الله عليه انی اری ذالك للی قد رطاقة الناس فان منهم الثقیل والخفیف ولا یستطیعون ان یکونوا کرجل واحد وذهب الاکثر الی انهم اذا کان الامام معهم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ الامامة واذا لم یکن فی المسجد لم یقوموا حتی یروه۔

اس کے متعلق کسی حدیث میں صاف حکم نہیں ہے۔ اسی لئے ائمہ سلف نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا۔ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس کو لوگوں کی طاقت پر رکھتا ہوں اس لئے کہ نمازیوں میں بعض بوجھل اور بعض ہلکے ہوتے ہیں تو وہ سب ایک شخص کی طرح نہیں ہو سکتے (سب کو ایک حکم نہیں دیا جا سکتا) اور اکثر علماء مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے اس وقت تک لوگ کھڑے نہ ہوں اور جب مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو دیکھ نہ لیں کھڑے نہ ہوں۔

ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ امام مالک اور مالکیہ کے تین قول ہیں ـــــ اصل مذہب اور قول امام مالک کا یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔ اس لئے ان کی ذاتی رائے ہے کہ اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے ضعف و قوت کے اعتبار سے ہر ایک کو کھڑے ہونے کا اختیار ہے۔

ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ ابتدائے اقامت ہی سے لوگ کھڑے ہو جائیں۔ عام علماء مالکیہ بموجب اسی ایک روایت کے اسی طرف گئے ہیں۔ اور اکثر علماء مالکیہ کا یہ قول ہے کہ تکبیر ختم ہو جانے پر لوگ کھڑے ہوں ـــــ واللہ اعلم۔

فائدہ:۔ ائمہ مجتہدین کے چار قول اوپر گزرے اور پانچواں قول امام الائمہ مالک الازمہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے متبعین عام مسلمان ہند و پاکستان اور دنیا کے مسلمانوں میں تین حصے ہیں اور جن کے مقلدین ہم سب لوگ ہیں۔ آئندہ مفصل و مدلل آتا ہے۔ لیکن شراح بخاری نے ایک روایت سعید بن المسیب اور عمر بن عبدالعزیز سے ذکر کیا ہے اسے بھی ذکر کر دیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ۔

جب مؤذن اللہ اکبر کہے لوگ کھڑے ہو جائیں۔ اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے صفوں کو برابر

کریں اور جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے تو امام تکبیر شروع کرے۔

عمدۃ القاری و فتح الباری شروح بخاری میں ہے۔

واللفظ للاول وعن سعید بن المسیب وعمر بن عبد العزیز انہ اذا قال المؤذن اللہ اکبر وجب القیام واذا قال حی علی الصلوٰۃ اعتدلت الصفوف، واذا قال لا الٰہ الا اللہ کبّر الإمام۔

لیکن ظاہر ہے کہ سعید بن المسیب یا عمر بن عبد العزیز کوئی امام مجتہد صاحب مذہب نہیں کہ لوگ ان کے مقلد ہوں اور نہ اس قول کی تائید کسی حدیث سے ذکر کی اس لئے اس کی حیثیت محض ایک ذاتی رائے کی ہے تو ائمہ کے اقوال، احادیث کے ارشاد کو چھوڑ کر اس کی آڑ پکڑنا صرف اپنی بات کی پچ ہوگی۔

اسی وجہ سے علامہ عینی نے اس کو ذکر کر کے صاف فرما دیا۔

وذھب عامۃ العلماء الی انہ یکبر حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ۔ || (اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اللہ اکبر نہ کہے ۱۲ م)

آخر مضمون کی تائید و توکید تصدیق و توثیق علماء عامہ کے قول سے فرما دی اور اللہ اکبر کہنے کے وقت قیام کرنا محض ان کی ذاتی رائے تھی اس لئے اس کی تصدیق کسی عالم کے قول سے نہ فرمائی۔

قول پنجم :۔ امام الائمہ مالک الازمہ امام اعظم ھمام اقدم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کا ہے کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت امام و مقتدی سب کھڑے ہوں۔

(۱) عینی شرح بخاری میں ہے۔

وقال ابو حنیفۃ ومحمد یقومون فی الصف اذا قال حی الصلوٰۃ۔ || یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے فرمایا کہ جب مؤذن "حیّ علی الصلوٰۃ" کہے اس وقت سب لوگ صف میں کھڑے ہو جائیں۔

اور ایک روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب مؤذن "حی علی الفلاح" کہے

اس وقت کھڑے ہوں۔

(۲) فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

وعن ابی حنیفۃ یقومون اذا قال حی علی الفلاح۔	(امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں۔

بعض علماء نے قول اول کو راجح بتایا ہے اور بعض نے قول ثانی کو۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ان دونوں قولوں میں اس طرح تطبیق دی کہ دراصل یہ دو قول متعارض و متخالف نہیں ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ حی علی الصلوٰۃ کے اختتام اور حی علی الفلاح کے ابتداء کے وقت کھڑے ہوں۔ تو ایک جماعت نے انتہا کا وقت بیان کیا اور دوسری جماعت نے ابتدار کا۔

(۳) فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

ولا تعارض عندی بین قول الوقایۃ واتباعھا یقومون عند حی علی الصلوٰۃ والمحیط والمضمرات ومن معھما عند حی علی الفلاح فانا اذا حملنا الاول علی الانتھاء والاخر علی الابتداء اتحد القولان ای یقومون حین یتم المؤذن حی علی الصلوٰۃ" وباقی حی علی الفلاح	یعنی میرے نزدیک وقایہ اور ان کے متبعین کے قول "یقومون عند حی علی الصلوٰۃ" یعنی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اور محیط اور مضمرات اور ان دونوں کے ہم خیالوں کے قول عند حی الفلاح میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ ہم اول یعنی حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو انتہا پر حمل کریں۔ یعنی جب حی علی الصلوٰۃ کہہ لے۔ اور دوسرے قول یعنی حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو ابتدار پر محمول کریں۔ تو دونوں قول متحد ہو جائیں۔

آگے فرماتے ہیں۔

ھذا ما یعطیہ قول المضمرات یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔	یعنی یہ تطبیق قول مضمرات سے سمجھی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے

(۴) نووی شرح مسلم شریف میں ہے۔

قال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ۔

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماءِ کوفہ نے فرمایا کہ مؤذن جب حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت سب لوگ کھڑے ہوں۔

(۵) قسطلانی میں ہے۔

وعن ابی حنیفۃ انہ یقوم فی الصف عند حی علی الصلوٰۃ۔

یعنی امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ امام صف میں حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو۔

(۶) عون المعبود شرح ابوداؤد میں ہے۔

وعن ابی حنیفۃ یقومون اذا قال حی علی الفلاح۔

یعنی امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ سب لوگ حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

(۷) بدائع الصنائع میں ہے۔

والجملۃ فیہ ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان معھم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف۔

یعنی اس مسئلے میں مجمل کلام یہ ہے کہ مؤذن جس وقت حی علی الفلاح کہے تو اگر امام ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہے تو قوم کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس وقت صف میں کھڑے ہوں۔

(۸) تنویر الابصار میں ہے۔

والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب

یعنی اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو امام اور مقتدیوں کے لئے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے جب حی علی الفلاح کہا جائے۔

(۹) ردالمحتار میں علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ۔

قولہ حین قیل حی علی الفلاح کذا فی الکنز[10] ونور الایضاح[11] والاصلاح[12] والظہیریۃ[13] والبدائع وغیرھا والذی فی الدرر

یعنی ماتن کا یہ قول کہ امام ومقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ ایسا ہی کنز، نور الایضاح۔ اصلاح ظہیریہ اور بدائع وغیرہ میں ہے۔ غرر اور اس

متناد شرحا عند الجيعلة الاولى حين يقال حى على الصلوٰة۔ اھ وعزاہ الشيخ اسماعيل فى شرحه الى عيون المذاهب والغنيض والوقاية والنقاية والحاوى والمختار اھ قلت واعتمدہٗ فى الملتقى وحكى الاول بقيل لكن نقل ابن الكمال تصحيح الاول ونص عبارتہٗ قال فى الذخيرة يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حى على الفلاح عند علمائنا الثلثہ۔

کی شرح درر میں ہے کہ امام ومقتدی حی علی الصلوٰہ کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور شیخ اسماعیل نے اس کو شرح میں عیون المذاہب غنیض، وقایہ نقایہ حاوی اور مختار کی طرف منسوب کیا۔ میں کہتا ہوں اور اسی پر متن ملتقی میں اعتماد کیا اور اول کو قیل سے تعبیر کیا لیکن علامہ ابن کمال نے پہلے قول کی تصحیح کی اور ان کی عبارت یہ ہے کہ ذخیرہ میں کہا کہ امام اور قوم حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔ ہمارے تینوں امام۔ امام اعظم، امام ابو یوسف۔ امام محمد کے نزدیک۔

(۲۵) مراقی الفلاح میں ہے۔

ومن الادب (القيام) اى قيام القوم والامام ان كان حاضرًا بقرب المحراب (حين قيل) اى وقت قول المقيم (حى على الفلاح) لانہٗ أمر بہ فيجاب۔

یعنی آداب ومستحبات نماز سے کھڑا ہونا امام اور قوم کا ہے اگر امام محراب کے قریب موجود ہو جس وقت اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے اس لئے کہ اس نے حکم کیا تو اس کی تعمیل کی جائے۔

(۲۶) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

واذا اخذ المؤذن فى الاقامة ودخل رجل فى المسجد فانہٗ يقعد ولا ينتظر قائما فانہ مكروہ كما فى المضمرات۔ قهستانى۔ ويفهم منہ كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنہ غافلون۔

یعنی جب مؤذن نے تکبیر شروع کی اور کوئی آدمی اس وقت مسجد میں آیا تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے نماز کا انتظار نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔ قہستانی اور اسی سے سمجھا جاتا ہے کہ ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

یعنی مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یا جان بوجھ کر بھی محض رسم ورواج کی وجہ سے ابتدار ہی

سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۲۹) ایضاح میں ہے۔

یقوم الامام والقوم عند حی علی الفلاح۔

یعنی امام اور مقتدی حی علی الفلاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

(۳۰) تبیین الحقائق میں ہے۔

قولہ والقیام حین قیل حی علی الفلاح لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ۔

یعنی مستحب کھڑا ہونا جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے اس لئے کہ مکبر نے اس کا حکم کیا تو اس کی طرف جلدی کرنا مستحب ہے۔

(۳۱) فتح اللہ المعین حاشیہ شرح کنز للمسکین میں ہے۔

(قولہ والقیام حین قیل حی علی الفلاح) مسارعۃ لامتثال الامر، ھذا اذا کان الامام بقرب المحراب۔

یعنی جبکہ مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے امتثال امر کی جلدی کے لئے یہ حکم اس وقت ہے جب کہ امام محراب کے قریب موجود ہو۔

(۳۲) بحر الرائق میں ہے۔

لانہ امر بہ فیستحب المسارعۃ الیہ اطلقہ فشمل الامام والماموم ان کان الامام بقرب المحراب۔

یعنی جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ مکبر نے اسکا حکم دیا تو اسکی تعمیل میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ اور ماتن نے اسکو مطلق رکھا تو امام اور مقتدی دونوں کو شامل ہے یہ حکم اس وقت ہے جب امام محراب کے قریب موجود ہو۔

(۳۳) علامہ شرنبلالی حاشیہ دُرر الحکام شرح غُرر الاحکام میں فرماتے ہیں

(قولہ والقیام عند الحیعلۃ الاولی) اطلقہ فشمل الامام والماموم۔

یعنی جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے ماتن نے اس کو مطلق رکھا تو یہ حکم امام و مقتدی دونوں کو شامل ہے۔

(۳۴) مجمع الانھر میں ہے۔

واذا قال الموذن فی الاقامۃ حیّ علی الصلوٰۃ قام الامام والجماعۃ عند علمائنا الثلٰثۃ۔	یعنی جس وقت مؤذن تکبیر میں حیّ علی الصلوٰۃ کہے اس وقت ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک امام اور سب مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیئے۔

(۳۵) محیط و ہندیہ[۳۶] میں ہے۔

یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حیّ علی الفلاح عند علمائنا الثلٰثۃ وھو الصحیح۔	یعنی کھڑے ہوں امام اور سب مقتدی جب موذن حیّ علی الفلاح کہے ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔

(۳۷) جامع الرموز میں ہے۔

یقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰۃ ای قبیلہ لکن فی الاختیار[۳۸] اذا قال حیّ علی الصلوٰۃ وفی الاصل[۳۹] وغیرہ الاحب ان یقوموا فی الصف اذا قالہ المؤذن۔	اور امام و مقتدی حیّ علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں یعنی اس سے کچھ پہلے لیکن اختیار میں ہے کہ جب حیّ علی الصلوٰۃ کہے۔ اور اصل وغیرہ میں ہے محبوب ترین یہ ہے کہ لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب موذن حیّ علی الصلوٰۃ کہے۔

(۴۰) فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

دخل المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائمًا۔	کوئی شخص مسجد میں آیا اس حال میں کہ موذن تکبیر کہہ رہا ہے۔ تو وہ بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے۔

اس عبارت اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح کی عبارت سے (جو نمبر ۲۶ میں گذری) ہر ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ آنے والا شخص جو کھڑا ہے اس کو جائز نہیں کہ کھڑا کھڑا تکبیر سنے بلکہ اس کو حکم ہے کہ بیٹھ جائے اور حیّ علی الفلاح پر کھڑا ہو تو بیٹھنے والے کو کب جائز ہو سکتا ہے کہ کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر تکبیر سُنے مگر ہٹ اور ضد کا علاج شیخ الرئیس کے پاس بھی نہیں۔

(۴۱) علامہ شیخ شلبی حاشیہ تبیین الحقائق میں وجیز امام کردری[۴۲] سے اور وہ منتقی[۴۳] سے نقل

کرتے ہیں۔

قولہ فی المتن والقیام ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حیّ علی الفلاح اھ ومثلہ فی المبتغی۔

یعنی متن میں جو والقیام فرمایا اس کے معنی امام اور قوم کا کھڑا ہونا ہے۔ وجیز میں فرمایا سنت یہ ہے کہ امام اور قوم سب اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے ایسا ہی مبتغی میں ہے۔

(۴۴) الدرر المنتقی شرح الملتقی میں ہے۔

اذا قال المقیم حی علی الصلوٰۃ سیجی مافیہ قام الامام ان کان بقرب المحراب والجماعۃ مسارعۃ لامرہ۔

یعنی جب مکبر حی علی الصلوٰۃ کہے۔ قریب ہے آئے گا جو کلام اس میں ہے۔ تو اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو وہ اور سب مقتدی کھڑے ہوں اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کریں۔

(۴۵) عینی شرح کنز میں ہے۔

والخامس القیام ای قیام الامام والقوم حین قیل ای حین یقول المؤذن حی علی الفلاح۔

یعنی مستحبات میں سے پانچواں مستحب امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا ہے جس وقت موذن حیّ علی الفلاح کہے۔

(۴۶) شرح الیاس میں ہے۔

یقوم الامام والقوم للصلوٰۃ اذا قال الموذن حی علی الفلاح۔

امام و مقتدی نماز کے لئے اس وقت کھڑے ہوں، جب مکبر حیّ علی الفلاح کہے۔

(۴۷) مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔

قال ائمتنا ویقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰۃ۔

ہمارے اماموں نے فرمایا کہ امام اور سب مقتدی حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

(۴۸) مبسوط امام سرخسی میں ہے۔

فان کان الامام مع القوم فی المسجد فانی احب لھم ان یقوموا فی الصف اذا

پس اگر امام قوم کے ساتھ مسجد میں ہو تو میں مستحب جانتا ہوں ان کے لئے کہ صف میں اس

قال الموذن حی علی الفلاح۔ || وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے۔

(۴۹) موطا امام محمد باب تسویۃ الصف میں ہے۔

قال محمد ینبغی للقوم اذا قال الموذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسوّوا الصفوف ویحاذوا بین المناکب فاذا اقام الموذن الصلوٰۃ کبر الامام وھو قول ابی حنیفۃ۔

امام محمد نے فرمایا مقتدیوں کو چاہئے کہ جس وقت موذن حی علی الفلاح کہے نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں تو صف باندھیں اور صفوں کو درست کریں مونڈھے سے مونڈھے ملا کر کھڑے ہوں اور موذن جب اقامت کہہ لے تو امام تکبیر کہے اور یہی قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

یہیں سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تسویۂ صفوف کا بے معنی عذر کرتے ہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی اس کا فیصلہ فرما دیا اور بتا دیا کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا تسویۂ صفوف کے منافی نہیں۔ آخر مغرب، عشاء، ظہر، عصر کی نمازوں میں دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کیا پھر صف درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں اسی طرح اگر نمازی حضرات آتے ہی صف درست کر کے بیٹھیں تو جس وقت کھڑے ہوں گے صف درست رہے گی۔ مسجدوں میں جا نماز (صفیں) اسی لئے بچھائی جاتی ہیں کہ جیسے جیسے نمازی آتے جائیں ٹھکانے سے بیٹھتے جائیں تاکہ جب کھڑے ہوں صف درست شدہ رہے۔ اردو محاورہ میں گھاس کی جا نماز کو اس لئے صف کہا کرتے ہیں کہ اس سے صف کی درستی کا کام لیا جاتا ہے اب اگر لوگ آکر باقاعدہ نہ بیٹھا کریں تو اس کی اصلاح کی ضرورت ہے نہ کہ اس حیلے سے دوسرے مستحب کام کو جس کو بعض علماء نے سنّت بھی فرمایا ہے کما مرّ عن الوجیز اس کو ترک کر کے مرتکب کراہت کے ہوں ولو فرضنا صفیں درست نہیں ہوتیں، تو امام محمد نے صاف تصریح فرما دی کہ جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس وقت سب کھڑے ہوں اور صفیں درست کر لیں اور یہ نہ صرف ان کا قول ہے بلکہ فرماتے ہیں "وھو قول ابی حنیفۃ" اسی طرح صاف اور صریح روایت کتاب الآثار میں بھی ہے۔

قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال || امام محمد فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ نے

حدثنا طلحة بن مطرف عن ابراهيم اذا قال المؤذن حي على الفلاح، ينبغي للقوم ان يقوموا فيصفوا قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابي حنيفة۔

خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے طلحہ بن مطرف نے حدیث بیان کی کہ وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب موذن حی علی الفلاح کہے تو لوگوں کو چاہئے کہ کھڑے ہو جائیں پس صف درست کریں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

امام محمد کے الفاظ دونوں حدیثوں میں "ینبغی" ہیں اور ہر علم والا جانتا ہے کہ لفظ "ینبغی" متاخرین کے محاورہ وعرف میں مندوبات میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اور متقدمین کے محاورہ وعرف میں اس کا استعمال عام ہے جو واجب تک کو شامل ہے۔

ردالمحتار، حواشی اشباہ، عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔

لفظ ینبغی فی عرف المتأخرین غلب استعمالہ فی المندوبات واما فی عرف القدماء فاستعمالہ فی عام حتی یشمل الواجب ایضا۔

(متاخرین کے عرف میں لفظ ینبغی (چاہئے، مناسب ہے) کا استعمال زیادہ تر مندوب اور پسندیدہ کاموں کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن متقدمین کے عرف میں اس لفظ کا استعمال اس سے عام معنی کے لئے ہے یہاں تک کہ یہ واجب کو بھی شامل ہے۔ ۱۲ م)

بالجملہ پچاس کتب دینیہ کی روشن تصریحات سے یہ مسئلہ ثابت و مدلل ہو گیا کہ جس وقت امام مسجد میں محراب کے قریب موجود ہو اور مکبر غیر امام ہو اس وقت امام ومقتدی سب کو چاہئے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح، کہے اس وقت کھڑے ہوں یہی مسئلہ ہمارے ائمہ ثلاثہ کا ہے پس حنفیوں کو چاہئے کہ اسی پر عمل کریں اور جو شخص اس مسئلہ میں اختلاف کرے تو اگر وہ خود عالم ہے تو اس کو چاہئے کہ پچاس کتابوں کے مقابلہ میں تشو ورنہ شاکھڈ ہی کتب فقہ سے ایسا ہی واضح طور پر ثابت کر دے کہ ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک موذن جس وقت تکبیر شروع کرے اسی وقت امام اور مقتدی سب کو کھڑا ہونا چاہئے۔ یا جس وقت مؤذن تکبیر شروع کرے اس وقت امام ومقتدی کو بیٹھا رہنا مکروہ ہے۔ اور اگر مخالفت کرنے والا عامی ہے

تو اس کو بمضمون۔ ع۔ ایاز قدر خود بشناس :۔ دینی مسئلہ میں ٹانگ اڑانے سے بچنا چاہئے اور اگر رسم و رواج اسے مخالفت پر مجبور کرتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے ہندوستان و پاکستان یا سارے جہان سے۔ جہاں سے ہو سکے مستند علماء دین کے فتاوی منگالے جن میں کم از کم پچاس ہی کتابوں سے حنفیہ کے نزدیک تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہوتے کا حکم ہو یا بیٹھے رہنے کی کراہت مدلل ہو اور اسی کو ائمہ ثلاثہ کا مذہب بتایا ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ہرگز کوئی ایسا فتوی نہیں پیش کر سکتا تو دینی مسئلہ کے مقابل نفسانیت اور ہٹ دھرمی دکھانا دین دار مسلمان کا کام نہیں۔

(۲) بعض حضرات اپنی بات بنانے کو کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ لوگوں نے نیا نکالا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کسی صحابی یا تابعی سے ضرور منقول ہوتا۔ تو جو مسئلہ ائمہ کرام ثلاثہ امام اعظم، امام ابو یوسف امام محمد سے منقول ہو وہ نیا مسئلہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد اگر تبع تابعین سے ہیں تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے میں تو کوئی کلام نہیں۔ کتاب الآثار میں یہ حدیث بسند متصل حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ امام محمد نے مؤطا شریف میں فرمایا "بہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ" پھر یہ مسئلہ نیا ہوا یا حنفی ہو کر ائمہ ثلاثہ کے خلاف کرنا نئی بات ہے؟ امام صاحب کے علاوہ ہشام بن عروہ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ بھی شروع تکبیر سے قیام کو مکروہ جانتے ہیں کما مر عن المصنف۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی تو حی علی الفلاح کے بھی بعد "قد قامت الصلوٰۃ" پر کھڑے ہوتے تھے۔ کما مر عن العینی وفتح الباری۔ بلکہ امام سرخسی نے مبسوط میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جو دلیل بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ختم تکبیر پر کھڑے ہوتے تھے۔

ونص عبارتہ ھٰکذا ابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم فی المحراب۔

یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ موذن کی اقامت سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔

(۳) بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ از روئے حدیث شریف امام مالک رحمہ اللہ اور عام علماء کے مسلک کو ترجیح ہے۔ یہ ان کا خیال ہی خیال ہے اگر اس دورِ آزادی میں کہ ہندوستان آزاد ہو چکا ہے۔ ہر شخص کو آزادی ہے جو چاہے خیال رکھے۔ لیکن یہ تو "مدعی سست گواہ چست" کی مثل ہے۔ امام مالک خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں سنی۔

کما مرّ عن عون المعبود و فتح الباری قال مالك فی المؤطا لم اسمع فی قیام الناس حین تقام الصلوة بحد محدود۔

یعنی امام مالک نے موطا میں فرمایا کہ نماز میں لوگ کس وقت کھڑے ہوں اس کے متعلق میں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔

اسی لئے وہ اپنی ذاتی رائے یہ لکھتے ہیں۔

الا انی ارٰی ذالك علی طاقة الناس۔

لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ لوگوں کی طاقت پر ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ مالکیہ میں اختلاف ہوا۔ اکثر علماء مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو لے لوگ کھڑے نہ ہوں۔ اور عام علماء مالکیہ امام مالک سے ایک روایت کے مطابق ابتداء اقامت سے کھڑے ہونے کو مستحب جانتے ہیں لیکن اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ "عن" کر کے مذہب بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے لئے قال یا ذھب یا مذھب فلان یا عند فلان کے الفاظ لاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایک روایت ہو تو اس کو عن سے تعبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔

الفرق بین 'عندہ' و عنہ ان الاول دال علی المذھب و الثانی علی الروایة فاذا قالوا "ھذا عند ابی حنیفة" دل ذلك علی انہ مذھبہ و اذا قالوا "وعنہ کذا" دل علی انہ روایة عنہ۔

یعنی عندہ اور عنہ میں فرق یہ ہے کہ 'عندہ' مذہب پر دلالت کرتا ہے اور عنہ ایک روایت پر۔ تو جس وقت علماء کہیں "ھذا عند ابی حنیفة" اس سے معلوم ہوگا کہ یہ ان کا مذہب ہے اور جب کہیں "وعنہ کذا" تو معلوم ہوگا کہ ان سے یہ ایک روایت ہے۔

تو ایسی حالت میں اولاً یہ خیال کرنا کہ از روئے حدیث شریف امام مالک رحمہ اللہ اور عام علماء کے مسلک کو ترجیح ہے، محض غلط ہے :- ثانیاً عام علماء کے مسلک کو امام مالک کا مسلک بتانا بھی غلط۔

ثالثاً اس کو از روئے حدیث شریف مرجح ماننا بھی غلط۔ رابعاً ایسا کہنا "مدعی سست گواہ چست" کا مصداق بننا ہے۔ خامساً اپنے کو امام مالک سے بھی اعلم بالحدیث ہونے کا اشعار ہے۔ اگرچہ امام مالک فرماتے ہیں مجھے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں معلوم۔ لیکن مجھ کو حدیث معلوم ہے اور اس کے رو سے امام مالک کے مذہب کو ترجیح ہے۔ سادساً بخاری شریف کی حدیث "لا تقوموا حتی ترونی" سے استدلال کرنا اور لکھنا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اقامت شروع ہونے کے بعد کھڑا ہونے سے ممانعت کی وجہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (امام) کی مسجد میں عدم موجودگی ہے۔ پس اگر ابتدائے اقامت کے وقت آپ موجود ہوں تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں ہے۔ یہ بھی نرا اجتہاد ہی اجتہاد اور ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین سب کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مجتہدین کا اختلاف اسی صورت میں ہے کہ امام مسجد میں موجود ہو۔ اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو اس کا مفصل حکم شکل سوم و چہارم میں گزرا۔ اس میں اختلاف ہی نہیں۔

عینی شرح بخاری میں ہے۔

قال ابو حنیفۃ و محمد یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبر الامام لانہ امین الشرع وقد اخبر بقیامھا فیجب تصدیقہ واذا لم یکن الامام فی المسجد فذھب الجمھور الی انھم لا یقومون حتی یروہ۔

یعنی امام اعظم اور امام محمد نے فرمایا کہ سب لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب کبر حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے اس لئے کہ وہ شرع کا امانت دار ہے اور اس نے قیام نماز کی خبر دی تو اس کی تصدیق ضروری ہے۔ اور اگر امام مسجد میں موجود نہ ہو تو جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ لوگ نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو دیکھ نہ لیں۔

اسی کو بدائع میں فرمایا۔

والجملة فيه ان الموذن اذا قال حي على الفلاح فان كان الامام معهم في المسجد يستحب للقوم ان يقوموا في الصف.	اور خلاصۂ کلام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب مؤذن "حی علی الفلاح" کہے تو اگر امام ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو قوم کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس وقت کھڑے ہوں۔

تنویر الابصار وغیرہ کی عبارت اوپر گزری۔

والقيام لامام ومؤتم حين قيل حي على الفلاح ان كان الامام بقرب المحراب	یعنی مستحب ہے امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا جب "حی علی الفلاح" کہا جائے اگر امام محراب سے قریب موجود ہو۔

عون المعبود و فتح الباری میں ہے۔

وذهب الاكثرون الى انهم اذا كان الامام معهم في المسجد لم يقوموا حتى تفرغ الاقامة.	یعنی اکثر علماء اس امر کی طرف گئے ہیں کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو مقتدی سب نہیں کھڑے ہوں گے جب تک اقامت سے فراغت نہ ہو جائے۔

للہ انصاف۔ کیسی کھلی ہوئی تصریح ہے کہ امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہے تو جب تک تکبیر ختم نہ ہو جائے لوگ کھڑے نہ ہوں۔ اور آپ فرماتے ہیں "اگر ابتداء اقامت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم (امام) موجود ہوں، تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں ہے"۔

سابعاً۔ امام کی موجودگی کی صورت میں ابتداء اقامت سے مقتدیوں کے کھڑے ہو جانے کی دلیل میں اس کو پیش کرنا کہ اگر امام موجود ہو تو کھڑا ہونے سے اس وقت کوئی امر مانع نہیں۔ یہ بھی غلط۔ مانع نہیں تو دلیل نہیں۔ اصل ضرورت اس وقت قیام کی محرک اور مثبت کی ہے۔ نفی تو دلیل نہیں ہو سکتی۔

ثامناً۔ یہ خیال کہ کوئی امر مانع نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ مانع ہے۔ اور زبردست مانع ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

بدائع میں ہے۔

انا نمنعهم عن القيام كيلا يلغو قوله حي على الفلاح لان من وجدت منه المبادرة الى شيئ ندعاءه اليه بعد تحصيله اياه لغو من الكلام۔

یعنی ہم حی علی الفلاح کہنے کے قبل کھڑے ہونے سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ جس شخص سے کسی امر کی طرف مبادرت و مسابقت ہو چکی ہو اب اس کو اس شئی کی طرف بلانا ایک لغو کلام ہے۔

مکبر حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کہہ کر نمازیوں کو بلاتا ہے کہ آؤ طرف نماز کے آؤ طرف فلاح و بہبود کے تو چاہئے کہ اس کی تعمیل میں لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور اگر وہ لوگ پہلے ہی سے کھڑے ہو چکے ہوں۔ تو یہ کہنا بالکل لغو اور بے معنیٰ ہوگا۔ تو کیا لغو کام سے بچانا زبردست مانع نہیں؟

تاسعاً۔ اس کو دوسری حدیث مسلم شریف "عن ابی هريرة ان الصلوٰة كانت تقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم فياخذ الناس مصافهم قبل ان يقوم رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامه"۔ سے بالکل عیاں مانا طرفہ تماشا ہے۔

امام نووی۔ امام عینی۔ امام ابن حجر، شرح مسلم۔ عمدۃ القاری۔ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

وقوله في رواية ابي هريرة رضى الله عنه فياخذ الناس مصافهم قبل خروجه لعل كان مرة او مرتين ونحوهما لبيان الجواز او لعذر ولعل قوله صلى الله عليه وسلم فلا تقوموا حتى ترونى كان بعد ذلك۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو جانے سے پہلے ہی صحابہ کرام اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے (تو یہ حدیث بظاہر حدیث ابو قتادہ کے مخالف معلوم ہوتی ہے تو یہ سب ائمہ محدثین۔ شراح بخاری و مسلم اس کا جواب دیتے ہیں کہ) شاید ایک یا دو مرتبہ کبھی ایسا ہوا ہو وہ بھی صرف بیان جواز کے لئے (یعنی اگر ایسا بھی کوئی کر لے تو جائز ہے اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ) لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اس لئے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اس سے منع فرمادیا کہ میرے آنے سے قبل مت کھڑے ہوجایا کرو۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا بھی کسی عذر کی وجہ سے ہوا ہوگا۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث میں "یاخذ الناس مصافھم" ہے یعنی صحابہ کرام اپنی اپنی جگہ لے لیتے تھے۔ یعنی اپنی اپنی جگہ جاکر بیٹھ جاتے تھے۔ حدیث میں "فیقوم الناس مصافھم" تو ہے نہیں جس سے استدلال کیا جاسکے اور بالکل عیاں کہا جاسکے۔

عاشرًا:۔ یہ خیال کہ سب سے زیادہ واضح طور پر اس مضمون "ابتدار اقامت کے وقت کھڑا ہونا" کی تائید ابن شہاب کی حدیث سے ہوتی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہوجاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر نہیں آتے۔ جب تک صفیں درست نہ ہوجاتیں صریح دھوکہ ہے یہ تو ابن شہاب زہری سے ایک روایت ہے ابن شہاب کون ہیں اہل علم سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو تو صحابہ بیان کرسکتے ہیں۔ نہ کہ تابعی اور وہ بھی صغیر۔ تو یہ حدیث منقطع ہوئی۔ اور اگر تابعی کے قول سے سند لینا ہے تو ہشام ابن عروہ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان کی بات کیوں پس پشت ڈال جائے۔ حضرت ابراہیم نخعی سے کیوں نہ استدلال کیا جائے۔ اور جب تابعی سے سند لانا ہے تو صحابہ کرام تو ان سے اہم و اقدم ہیں۔ اور وہ بھی صرف زیارت کرکے گھر چلے جانے والے یا دو چار دن خدمت اقدس میں رہنے والے نہیں بلکہ پورے دس سال خدمت اقدس میں بسر کرنے والے، سفر حضر میں ہر وقت ساتھ رہنے والے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کیوں نہ استدلال کیا جائے۔ جن کا عمل قول دوم بیان مذہب امام احمد میں نووی یعنی فتح الباری سے گزرا۔

وکان انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمد۔	یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن "قد قامت الصلوٰۃ" کہتا اور امام احمد اسی کے قائل ہیں۔

بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اشداء علی الکفار رحماء بینھم قوت و شوکت اسلام

خلیفۂ دوم حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کیوں ساقط النظر ٹھہرایا جائے جن کا عمل مبارک علامہ سرخسی نے مبسوط میں ضمن دلیلِ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیان فرمایا۔

وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم المحراب۔

یعنی امام ابو یوسف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لائے کہ وہ مؤذن کی اقامت سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔

غرض کتب حدیث و شروح حدیث و کتب متون و شروح و حواشی و فتاوی فقہیہ سے روز روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہے کہ جماعت کی نماز میں امام و مقتدی سب کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب مؤذن تکبیر میں حی علی الفلاح کہے۔ واللہ الھادی وھو الموفق واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ العاصی محمد ظفر الدین قادری رضوی

عفی عنہ بمحمدہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایمان پبلیکیشن کی مطبوعہ۔ غیر مطبوعہ کتابیں

۱۔ Confeshion of Hamfre (English)

۲۔ Quran - Science & Imam Ahmad Raza (English)

۳۔ مسئلہ اقامت اور اجماع امت (اردو)

۴۔ امام احمد رضا بہ حیثیت محقق (اردو)

جلد ہی منظر عام پر آنے والی کتابیں

۵۔ صرف امام احمد رضا پر ہی الزام کیوں.....؟ (اردو)

۶۔ سنیو! امام احمد رضا کو سمجھو.....!! (اردو/ ہندی)

Scanned with OKEN Scanner

مضمون	صفحہ
تصدیقات و فتاویٰ	۳۵
پچاس تصدیقات و فتاویٰ، منقولہ از رسالہ	

مضمون	صفحہ
افازۃ جدالکرامۃ	۴۶، ۴۷
ایک سو تیس مزید تصدیقات و فتاویٰ	۴۷ الف

فہرست دیگر اصحاب تصدیقات و فتاویٰ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۲	فتویٰ: مولانا ابرار حسن طہری شاہجہانپوری مفتی دار العلوم منظر اسلام بریلی	۳۷
۳	تصدیق: حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں خلف اکبر امام احمد رضا خاں علیہما الرحمۃ والرضوان	۳۸
۴	" مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں خلف اصغر امام احمد رضا علیہما الرحمہ	"
۵	" مولانا محمد حسنین رضا بن مولانا حسن رضا برادر اعلیحضرت قدست اسرارہم	"
۶	" مولانا تقدس علی خاں رضوی مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی	"
۷	" مولانا سردار علی صاحب مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی	"
۸	" مولانا احسان علی مظفر پوری مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی	"
۹	" مولانا سید اولاد رسول محمد میاں برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۰	تصدیق: مولانا محمد نور الحسن صاحب	
۱۱	فتویٰ: صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ	۳۹
۱۲	تصدیق: مولانا محمد محی الدین بلخی قادری	۴۰
۱۳	" مولانا محمد اسحاق بنارسی	"
۱۴	" مولانا عبد اللہ بنارسی	"
۱۵	" مولانا نعمت اللہ دوسی پورہ بنارس	"
۱۶	" مولانا رحمت اللہ بنارسی	"
۱۷	" محمد حفیظ اللہ محلہ کٹیہر بنارس	"
۱۸	" مولانا یار محمد بنارسی (جلالی پورہ)	"
۱۹	" مولانا عبد الرحیم بنارسی	"
۲۰	" مولانا خلیل الرحمن بنارسی	"
۲۱	" مولانا محمد نہال الدین قطبن شہید بنارس	"
۲۲	" مولانا ابو الہدیٰ محمد علی صاحب	۴۱
۲۳	" مولانا ابو الوحید عبد الرشید صاحب بنارسی	"
۲۴	" مولانا محمد عظیم اللہ بنارسی	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۵	تصدیق، مولانا سید اکبر علی رضوی بنارسی
۲۶	" مولانا محمد نعمت اللہ سبحانی بنارسی
۲۷	" مولانا محمد عمر بہاری
۲۸	" مولانا فقیر اللہ مبارکپوری
۲۹	" مولانا عبدالحمید مدرسہ قدیمہ ٹکسال چوک لکھنؤ
۳۰	" مولانا محمد ایوب صاحب نواسہ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی
۳۱	" مولانا محمد شفیع حجۃ اللہ انصاری فرنگی محلی
۳۲	" مولانا محمد قائم عبدالقیوم انصاری
۳۳	" مولانا محمد عمر صاحب
۳۴	" مولانا محمد عبدالحمید صاحب
۳۵	" مولانا محمد اوحدالدین حسن صاحب
۳۶	" مولانا محمد محسن رضوی
۳۷	" مولانا محمد حسین صاحب
۳۸	" مولانا سید ابو یوسف کملہ بنگال
۳۹	" مولانا محمد امانت اللہ صاحب
۴۰	نقل عبارت، مولانا عبدالحئی فرنگی محلی
۴۱	فتویٰ، مولانا محمد صفی الرحمٰن بنارسی
۴۲	نقل فتویٰ، امام احمد رضا قادری بریلی قدس سرہ
۴۳	" مولانا عبدالکافی الہ آبادی
۴۴	فتویٰ: مولانا سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ
۴۵	تصدیق، مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف
۴۶	" مولانا عبدالغنی صاحب
۴۷	" مولانا محی الدین اشرف اشرفی جیلانی
۴۸	" مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی
۴۹	" مولانا افضل الدین بہاری
۵۰	" مولانا سید محمد فاروق صاحب
۵۱	فتویٰ: استاذ الاساتذہ مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی
۵۲	" مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی سجادہ نشیں کچھوچھہ شریف
۵۳	تصدیق، مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی
۵۴	فتویٰ: مولانا سید شاہ آل مصطفےٰ برکاتی مارہروی
۵۵	" مولانا سید شاہ مصباح الحسن پھپھوند شریف ضلع اٹاوہ
۵۶	تصدیق، مولانا محمد اسمٰعیل محمود آبادی
۵۷	" مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ پنڈ شریف مونگیر
۵۸	فتویٰ: مولانا سید شاہ صبیح الحق خانقاہ عمادیہ پٹنہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۵۹	فتویٰ، مولانا سید شاہ عبدلسبحان قادری صدر مدرس مدرسہ محمدیہ پٹنہ	۵۱
۶۰	تصدیق، مولانا محمد یوسف حمیدی نقشبندی تکیہ شریف پٹنہ سٹی	۵۲
۶۱	" مولانا صدرالحق بلخی	"
۶۲	" مولانا حکیم حسین الحق عمادی	"
۶۳	فتویٰ، مولانا سید شاہ عبدلباقی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ	"
۶۴	" مولانا مفتی محمد اجمل شاہ صاحب سنبھل مرادآباد	"
۶۵	" مولانا محمد ارشاد حسین جعفری شیش گڑھ ضلع بریلی	۵۳
۶۶	تصدیق، مولانا رونق علی صاحب ناظم جماعت انوار مصطفےٰ شیش گڑھ	۵۴
۶۷	" حافظ عبدالصمد امروہوی مدرس مدرسہ خانقاہ سجادیہ شیش گڑھ	"
۶۸	فتویٰ: مولانا ابوالبرکات سید احمد رضوی علیہ الرحمہ ناظم حزب الاحناف لاہور	۵۵
۶۹	" مولانا زاہد القادری مفتی رسالہ آستانہ دہلی	"
۷۰	حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور	"
۷۱	تصدیق، مولانا علی احمد مبارکپوری	۵۶
۷۲	فتویٰ، مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری علیہ الرحمہ صدرالمدرسین منظر حق ٹانڈہ	۵۶
۷۳	فتویٰ، مولانا محمد نذیر صاحب مفتی ٹانڈہ ضلع فیض آباد	۵۷
۷۴	تصدیق، مولانا محمد ایوب صاحب ٹانڈہ	۵۸
۷۵	" مولانا ثابت علی قادری	"
۷۶	" مولانا محمد نسیم قادری	"
۷۷	" مولانا عبدالحمید صاحب	"
۷۸	" مولانا محمد زین العابدین صاحب	"
۷۹	" مولانا محمد اسحاق صاحب مدرس منظر حق ٹانڈہ	"
۸۰	فتویٰ مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب مفتی شہر علی گڑھ	"
۸۱	تصدیق، مولانا محمد عبدالشاہد خاں شروانی علی گڑھ	۵۹
۸۲	فتویٰ، مولانا محمد علیم الاحسان صاحب مدرس مدرسہ عالیہ ڈھاکہ	
۸۳	" مولانا محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کٹیہار	"
۸۴	" مولانا محمد محبوب علی صاحب مفتی ریاست رام پور	۶۰
۸۵	تصدیق: مولانا محمد حامد علی خاں مدرسہ عالیہ رام پور	"
۸۶	" مولانا وجیہ الدین احمد خاں رام پور	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۸۷	تصدیق، مولانا محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ عالیہ رام پور	۶۰
۸۸	فتویٰ، مولانا سید محمد افضل حسین مونگیری مفتی دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف	۶۱
۸۹	" مولانا غلام یزدانی اعظمی صدر المدرسین مظہر اسلام بریلی	"
۹۰	" مولانا مفتی محمد رفاقت حسین صاحب صدر المدرسین احسن المدارس قدیم کانپور	۶۲
۹۱	تصدیق، مولانا محمد محبوب اشرفی مبارکپوری صدر المدرسین احسن المدارس جدید کانپور	"
۹۲	فتویٰ، مولانا محمد نظام الدین بلیاوی ناظم تعلیمات مدرسہ سبحانیہ الہ آباد	
۹۳	" مولانا محمد فہیم اللہ صاحب مفتی مدرسہ سبحانیہ الہ آباد	۶۳
۹۴	" مولانا مشتاق احمد نظامی رکن شوریٰ کمیٹی الہ آباد	
۹۵	تصدیق، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری مفتی بدایوں	"
۹۶	فتویٰ، مولانا سید عزیز حسین رضوی نقوی مکھن پور ضلع مونگیر	"
۹۷	" مولانا حکیم محمد عطاء الرحمٰن مظفر پوری	

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
	ناظم مدرسہ نور الہدیٰ مظفر پور	۶۴
۹۸	تصدیق، مولانا محمد مطیع الرحمٰن مدرس اول مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا	"
۹۹	فتویٰ، مولانا مفتی محمد رجب علی قادری ناظم مدرسہ مصباح العلوم نانپارہ	"
۱۰۰	" مولانا محمد مبین الدین بہاری مدرس اول مدرسہ اسلامیہ رائچی	۶۵
۱۰۱	" مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بھاگلپوری مفتی جامعہ نعیمیہ مراد آباد	
۱۰۲	تصدیق، مولانا ظفر الدین احمد مرادآبادی	۶۶
۱۰۳	" مولانا محمد یونس نعیمی جامعہ نعیمیہ	"
۱۰۴	" مولانا قاضی احسان الحق نعیمی	"
۱۰۵	" مولانا حامد حسن	"
۱۰۶	" مولانا محمد عبد الرب مراد آبادی	"
۱۰۷	" مولانا محمد طریق اللہ نعیمی	"
۱۰۸	" مولانا حبیب الرحمٰن نعیمی	"
۱۰۹	" مولانا محمد حسنین قادری مدرس اجمل العلوم سنبھل	۶۷
۱۱۰	" مولانا عبد الغنی صاحب	"
۱۱۱	" مولانا جمیل احمد صاحب	
۱۱۲	" مولانا محمد یوسف خاں	
۱۱۳	" مولانا محمد مقصود علی صاحب	"
۱۱۴	" مولانا عبد الجلیل صاحب	
۱۱۵	" مولانا علی حسن نعیمی	"

فروغِ اہلسنّت کیلئے امامِ اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

(۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

(۳) مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

(۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

(۵) اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

(۶) حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

(۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

(۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

(۹) جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET, BOMBAY 3

Scanned with OKEN Scanner